جامعہ اشرفیہ؛مبارکپور ؛انڈیا کا تعارف

خطاب از علامہ محمد احمد مصباحی

خطبۂ صدارت

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے بیسویں فقہی سیمینار
منعقدہ جامعۃ البرکات علی گڑھ بتاریخ ۶/۷/۸/ رجب ۱۴۳۴ھ/۱۷/۱۸/۱۹/ مئی ۲۰۱۳ء میں
صدر مجلس شرعی حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ کا خطاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً

سب سے پہلے میں مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی جانب سے اپنے مندوبین کرام اور تمام شُرکا کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنے اوقات کا قیمتی حصہ مجلس کو عنایت فرمایا۔ رب کریم سب کو جزائے خیر سے نوازے اور مجلس کے مقاصد جمیلہ کو کامیابیوں سے ہم کنار فرمائے۔

حضرات! ہمیں بڑی مسرت ہے کہ مجلس شرعی کا بیسواں سیمینار (بتاریخ ۶/۷/۸/ رجب ۱۴۳۴ھ/۱۷/۱۸/۱۹/ مئی ۲۰۱۳ء) علی گڑھ کی سرزمین پر ہو رہا ہے۔ یہ شہر اگرچہ اپنی تجارت اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے ملک کے چند بڑے شہروں کا مقابلہ نہیں کرسکتا لیکن "مسلم یونیورسٹی" کے باعث اسے ملکی اور لمی پیمانے پر جو شہرت حاصل ہے وہ دوسرے شہروں سے کسی طرح کم نہیں۔

اس دانش گاہ کا ایک دور وہ بھی تھا جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی (۱۲۷۲ھ - ۱۳۴۰ھ) کے خلیفہ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف بہاری (م ۱۳۵۸ھ) تلمیذ مولانا ہدایت اللہ خاں رام پوری (م ۱۳۲۶ھ) شاگرد علامہ فضل حق خیر آبادی (۱۲۱۲ھ - ۱۲۷۸ھ) علیہم الرحمہ کا علمی جاہ و جلال یہاں چھایا ہوا تھا۔ ان کے لمانہ شکوہ و وقار کی بڑی جاندار اور شاندار منظر کشی پروفیسر رشید احمد صدیقی (م ۱۹۷۷ء) نے اپنی کتاب "گنج ہائے گراں مایہ" میں کی ہے۔

دوسری مسرت و سعادت یہ ہے کہ ہمارا سیمینار جامعۃ البرکات کے بارونق اور بابرکت خطّے میں انعقاد پذیر ہے جس کی تاسیس ایسی بلند ہمت شخصیات کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے جنھیں مارہرہ شریف کی اس عظیم خانقاہ برکاتیہ کی سجادگی یا رکنیت حاصل ہے جو آج صرف بریلی و بدایوں ہی نہیں بلکہ برصغیر کے تقریبًا تمام شہروں اور ضلعوں کا بالواسطہ یا بلا واسطہ مرجعِ ارادت اور مرکز عقید ت ہے بلکہ اب اس کا فیضان ملکی حدوں کو توڑ کر دور دراز ملکوں تک م ہو چکا ہے۔ اللّٰھم زِد فزِد۔

اس خانقاہ سے نسبت کو ہمارے اکابر نے سرمایۂ افتخار سمجھا ہے۔ اس کی عظمت و جلالت سے آگاہ و خبردار کرنے کے لیے امام عشق و محبت امام احمد رضا قدس سرہ کی یہ صدا برابر کانوں میں گونجتی رہتی ہے۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا بول بالے مری سرکاروں کے

ہم سراپا سپاس و امتنان ہیں کہ مجلس شرعی کے سرپرست حضرت امین ملت پروفیسر سید محمد امین میاں برکاتی دام ظلہ نے بیسویں سیمینار کے لیے جامعۃ البرکات کی فضا پسند فرمائی اور ایک ڈیڑھ سال قبل دار العلوم امجدیہ بھیونڈی میں منعقدہ انیسویں سیمینار کے آخری اجلاس میں بذات خود جملہ مندوبین کو علی گڑھ آنے کی دعوت دی جس کی تکمیل آج عملی شکل میں ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔

الحمد للہ! اس خاندان اور اس خانقاہ میں بذل و سخا اور جود و عطا کی شان آج بھی نمایاں ہے۔ یہاں اس سیمینار کا انعقاد بھی اسی کا ایک جلوۂ دل نواز ہے۔ مختلف افراد، اداروں اور تنظیموں کے ساتھ عنایات کا سلسلہ اگر کوئی باخبر صاحب قلم جمع کرے تو یہ ایک چشم کشا، سبق آموز اور حیرت انگیز باب ہو گا۔

لیکن ان نوازشات کے پیچھے جماعت کی سربلندی، دینی علمی اور ملّی کاموں کے فروغ، اچھے کام کرنے والوں کی ہمت افزائی، ان کی تقویت اور کار خیر میں پر خلوص تعاون کا جو ناقابل شکست اور عبرت انگیز جذبہ کار فرما ہے وہ نگاہوں سے کبھی اوجھل نہیں ہونا چاہیے۔ یہی وہ نایاب یا نادر و کمیاب جوہر ہے جو ہمارے کریموں کا مقام بلند سے بلند تر کر دیتا ہے۔

حضرات! اب کچھ ذکر جامعہ اشرفیہ کا بھی سن لیجیے۔ مبارک پور میں مدرسہ مصباح العلوم کے نام سے اس کا قیام تو آج سے ایک سو سترہ سال پہلے ۱۳۱۷ھ میں ہو چکا تھا مگر اس کے عروج و ارتقا کی تاریخ آج سے بیاسی سال پہلے ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء سے شروع ہوتی ہے جب جلالۃ العلم، ابو الفیض حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدّث مرادآبادی قدس سرہ (۱۳۱۲ھ - ۱۳۹۶ھ) نے اسے اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ ایک سال کی مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ مبارک پور میں دینی و علمی جوش و خروش کا سماں بندھ گیا اور ۱۰/ شوال ۱۳۵۳ھ کو پہلے سے زیادہ وسیع اور مضبوط ایک نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کا تاریخی نام "باغِ

فردوس" ہے۔ اس وقت تک ادارے کا نام صرف مصباح العلوم سے بڑھ کر مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم ہو چکا تھا۔ شیخ لمشایخ حضرت شاہ علی حسین اشرفی برکاتی (۱۲۶۶ھ - ۱۳۵۵ھ) اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت (۱۳۰۰ھ - ۱۳۶۷ھ) اور محدّث اعظم حضرت مولانا سید محمد کچھوچھوی (وصال - ۱۳۸۱ھ) علیہم الرحمہ نے بنیاد رکھی۔ حضرت شیخ لمشایخ نے اس کے استحکام و ترقی کی د ؤں کے ساتھ یہ بھی فرمایا تھا "جو اس کی ایک اینٹ بھی کھسکائے گا، اس کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی"۔

جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں دوسرے سفرحج پر روانہ ہو رہے تھے اس وقت حافظ ملت نے عرض کیا تھا: حضور "اشرفیہ" کو اپنی د ؤں میں یاد رکھیے گا۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے فرمایا: " اشرفیہ بڑھے گا، پھولے گا، پھلے گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا ذلیل ہو گا"۔

حضرت شیخ لمشایخ اور حضرت صدر الشریعہ علیہما الرحمہ کے ان کلمات کی صداقت اور مقبولیت کا مشاہدہ دنیا بارہا کر چکی ہے اور اِن شاءاللہ آئندہ بھی کرے گی۔

چالیس سال بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ وہ نئی عمارت طالبان علم کی کثرت کے باعث تنگ سے تنگ تر معلوم ہونے لگی اور کسی کشادہ زمین کی تلاش اور وسیع عمارت کی تدبیر شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ قصبہ کے باہر تیس (۳۰) ایکڑ زمین خرید لی گئی (جو اب پچاس ایکڑ، کے قریب ہو چکی ہے) ۲۰/ ۲۱/ ۲۲/ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۵/ ۶/ ۷/ مئی ۱۹۷۲ء کی تاریخیں رسم سنگ بنیاد اور تعلیمی کانفرنس کے لیے مقرر ہوگئیں۔ حافظ ملت کی دعوت پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کے شہزادے سرکار مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا قادری بریلوی (۱۳۱۰ھ - ۱۴۰۱ھ) سید العلما حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی (۱۳۳۲ھ -۱۳۹۴ھ)، مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن قادری اڑیسوی (۱۳۲۲ھ -۱۴۰۱ھ) علیہم الرحمہ اور بہت سے مشاہیر علمائے ہند کی تشریف آوری ہوئی۔ سہ روزہ تعلیمی کانفرنس حضرت سید العلما کی صدارت میں ہوئی۔ ۲۱/ ربیع الاول مطابق ۷/ مئی کو بعد نماز ظہر سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اشرفیہ مصباح العلوم کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور ادارے کے عروج و استحکام کی د ئیں کیں۔ اسی کانفرنس میں ادارے کا نام "الجامعۃ الاشرفیہ" تجویز ہوا، اور جلسۂ م میں اس کا اعلان ہوا صرف چودہ ماہ کی مدت میں مرکزی درس گاہ کی دو منزلہ عمارت تیار ہوگئی جس کے افتتاح کے موقع پر دوسری کانفرنس ۱۹/ ۲۰/ شوال ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۶/ ۱۷/ نومبر ۱۹۷۳ء کو منعقد ہوئی۔ اس موقع پر بھی سرکار مفتی اعظم ہند، حضرت سید العلما اور مشاہیر علما و مشایخ کی تشریف آوری ہوئی۔ بعد نماز مغرب حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے علما و مشایخ کی موجودگی میں طلبہ کو بخاری شریف شروع کرا کے عمارت کا افتتاح کیا اور دن میں دار الاقامہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ حافظ ملت نے اپنے ایک مضمون میں ان ساری کامیابیوں اور تیز گامیوں کو حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی مخلصانہ د ؤں کا ثمرہ لکھا ہے۔ حضرت سید العلما نے اسی دوسری کانفرنس میں اپنا وہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ "حافظ صاحب اپنے کو تنہا نہ سمجھیں ضرورت ہوئی تو میں سارے برکاتیوں کو ان کے قدموں پر جھکا دوں گا"۔

حضرت احسن العلما مولانا سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں (۱۳۴۵ھ -۱۴۱۶ھ) قدس سرہ نے ۱۴/ جون ۱۹۷۸ء [۸/ رجب ۱۳۹۸ھ، چہار شنبہ] کو حافظ ملت نمبر کے لیے جو تحریر ارسال فرمائی اس کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے "ان کی یادگار "الجامعۃ الاشرفیہ" کی تعمیر کے لیے آئیے ہم سب مل کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں. السعي مني و الإتمام من الله"۔

ہمارا اعتقاد و ایمان ہے کہ ان جلیل القدر بزرگوں کی خلوص بھری د ئیں اور ان کی اخلاص و محبت سے لبریز تمنائیں را ں جانے والی نہیں، پھر اشرفیہ کے عروج و استحکام کے لیے ان کی عطائیں مزید بر آں ہیں۔ انھی مستجاب دعوات و عنایات کا صدقہ ہے کہ ابتدا سے اب تک اشرفیہ نے ہمیشہ آندھیوں کی زد پر چراغ جلایا ہے جس کی لَو کو کوئی بڑا سے بڑا سُورما بھی مدّھم نہ کر سکا، بلکہ بزرگوں کی پیشین گوئی کے مطابق ذلیل و ناکام ہو کر رہا۔

حافظ ملت نے نصاب تعلیم، طریقۂ تعلیم اور دینی علمی دعوتی تربیت پر بھی ہمیشہ توجہ مبذول فرمائی مگر سب کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

انھوں نے جو علمی و دینی مشن چھوڑا وابستگان جامعہ اشرفیہ آج بھی اس کی تکمیل اور اسے مختلف جہتوں سے آگے بڑھانے میں سرگرم ہیں۔ جامعہ میں اختصاص فی الفقہ، اختصاص فی الحدیث، اختصاص فی الادب العربی، اختصاص فی الادیان وغیرہ شعبے جاری ہیں اور آج بھی فارغین جامعہ ملک و بیرون ملک اپنی دینی و علمی خدمات کے باعث ممتاز اور نمایاں نظر آتے ہیں۔

تقریباً ۱۵؍سال پہلے جامعہ اشرفیہ کے اندر حضرت امین ملت پروفیسر سید محمد امین میاں برکاتی دام ظلہ کی سرپرستی میں "مجلس برکات" کا قیام عمل میں آیا، اس کا دائرۂ کار یہ متعیّن ہوا: (۱) اہلِ سنت کے حواشی کے ساتھ درسیات کی اشاعت (۲) ضرورت کے مطابق نئے حواشی کی ترتیب (۳) نئی نصابی کتب کی تیاری۔

الحمد للہ! تینوں خطوط پر کام جاری ہے بلکہ زیادہ کام ہو چکا ہے اور مجلس برکات کی نشریات کو ہمہ جہت وقار و مقبولیت حاصل ہے۔

مجلس شرعی بھی ذمہ دارانِ ادارہ کی پیش رفت کی ایک زندہ مثال ہے۔ جامعہ کے سربراہ اعلیٰ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب دام ظلہ نے حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ (۱۳۴۰ھ - ۱۴۲۱ھ) اور دیگر علمائے اشرفیہ کو جدید مسائل میں امت کی رہ نمائی کے لیے باضابطہ تشکیلِ مجلس کی جانب متوجہ کیا اور ۲۳؍جمادی الآخرہ ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹؍دسمبر ۱۹۹۲ء بروز شنبہ علمائے اشرفیہ کی مشاورت کے بعد اس کا قیام عمل میں آیا۔ اس سے سات سال قبل علامہ ارشد القادری، کی تحریک پر اشرفیہ میں "شرعی بورڈ" قائم ہوا تھا مگر وہ صرف دو نا تمام مسئلوں تک محدود رہا۔ آگے نہ بڑھ سکا۔

بحمدہ تعالیٰ مجلس شرعی کے ذریعہ اب تک ۷۴ پیچیدہ مسائل حل ہو چکے ہیں۔ اور اس سیمینار کی تکمیل پر ان شاء اللہ تعالیٰ پچاس کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ مجلس شرعی کے موضو ت ایسے آسان نہیں رکھے جاتے جن کا صحیح اور مستند جواب دینے کے لیے ایک ہی مفتی کافی و وافی ہو بلکہ موضو ت ایسے ہوتے ہیں جو مشکل ہوں اور ان میں اختلاف آرا کی راہیں نکلتی ہوں۔ تجربہ بھی بتاتا ہے کہ ایک موضوع کے تحت متعدّد گوشے نکلتے ہیں اور ہر پہلو پر مختلف رائیں سامنے آجاتی ہیں اور مندوبین کھلی فضا میں مکمل بحث و تمحیص کے بعد کسی متفقہ نتیجے تک پہنچتے ہیں۔

یہ سب کچھ فیضان ہے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸۰ھ - ۱۵۰ھ) ان کے اصحاب اور مشائخ حنفیہ کا، اور متاخرین میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تحقیقات اور فتاوی کا۔

ہمارے فقہائے احناف نے اپنی تدوین فقہ میں پیش قدمی ہی کے وقت مسائل کی مختلف جہتوں اور نوعیتوں کا استخراج کیا پھر کتاب و سنت کی روشنی میں اپنی خداداد اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جوابات طے کیے جن کی روشنی میں خادمانِ فقہ آج صدیاں گزر جانے کے بعد بھی نو پید امسائل کا حل تلاش کر لیتے ہیں۔

فقہ حنفی کی جامعیت کے بارے میں امام موفّق بن احمد مکی (۴۸۴ھ - ۵۶۸ھ) کی کتاب مناقب امام اعظم (ص ۱۳۷، طبع اول - دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۳۲۱ھ) سے یہاں ایک روایت نقل کرنا چاہتا ہوں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن سُریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے کوئی شخص امام اعظم پر طعن کرنے لگا۔ حضرت ابن سریج نے فرمایا: اے شخص اپنی زبان روک۔ ان کی شان یہ ہے کہ تین چوتھائی (۳-۴) علم ان کے لیے مسلّم ہے۔ اور ایک چوتھائی جو دوسروں کے حصّے میں آتا ہے وہ بھی ان لوگوں کے لیے مسلّم نہیں، کیوں کہ ابو حنیفہ اس حصّے میں ان سے نزاع رکھتے ہیں۔ اس شخص نے کہا: یہ کیسے؟ حضرت ابن سُریج نے فرمایا: علم سوال و جواب کا مجموعہ ہے۔ نصف علم سوال ہے اور نصف علم جواب۔ ابو حنیفہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے سوالات تیار کیے یعنی کسی عبادت یا معاملت کے کسی جز میں کیا کیا صورت حال پیدا ہو سکتی ہے اور فقہا کے سامنے کیا کیا سوالات آسکتے ہیں؟ ان سب کا استخراج کر کے انھیں مرتب کیا۔ پھر ان کے جوابات بیان کیے۔ ان جوابات کو بعض نے صحیح کہا، بعض نے غلط کہا۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ ان کی خطا صواب کے برابر ہے تو نصف ثانی کا نصف یعنی ایک چوتھائی ان کے لیے مسلّم رہا جب کہ نصف اول یعنی وضع سوالات میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ اس طرح تین چوتھائی علم ان کے لیے مسلّم ہو گیا۔ اب ایک چوتھائی جو باقی رہا وہ بھی دوسروں کے لیے مسلّم نہیں اس لیے کہ ابو حنیفہ کو اس حصّے میں دوسروں سے اختلاف ہے۔ حضرت ابن سُریج نے اس پر اور بھی شواہد پیش کیے ہیں، میں نے مختصر پر اکتفا کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان پوری امت پر ہے۔ اس احسان کی بھی مختلف جہتیں ہیں مگر تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اجلّۂ محدثین ان کے تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم اور بقیہ اصحاب ستّہ سب براہ راست یا بالواسطہ یا بوسائط ان کے دامن تلمذ سے وابستہ ہیں۔ اس کی تفصیل بھی ایک مستقل تحقیقی مقالے کی طالب ہے۔

الغرض ہمارے علما اپنے بزرگوں کے رشحات قلم سے استفادہ و استفاضہ کرتے ہوئے پیچیدہ مسائل حل کرنے کی سعی بلیغ کرتے ہیں۔ ربّ کریم کا فضل و کرم شامل حال ہوتا ہے اور صحیح نتائج تک رسائی ہو جاتی ہے۔ فالحمد للہ علی ذلك۔

میں سابقہ روایت کے مطابق اس سیمینار میں اپنے مندوبین کرام

سے یہ نہیں کہنا چاہتا کہ آپ کی راحت و سہولت میں کوئی فروگزاشت ہوئی ہو تو در گزر فرمائیں، اس لیے کہ اس بار آپ اپنے مخدوموں کے زیر سایہ حاضر ہیں جہاں اگر واقعی تکلیف ہو تو بھی شکوہ نہیں ہونا چاہیے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں کوئی پریشانی متوقع بھی نہیں، اس لیے کہ اب تک جو منتظم ہوتے تھے وہ تجربات کی وادی سے گزرنے والے تھے مگر یہاں تو سیمینار آئے دن کا دل چسپ مشغلہ ہے، اس کی ضروریات و سہولیات کی فراہمی کا اتنا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ بھول چوک بہت بعید از کار ہے۔

رب کریم ہم سب کو اخلاص کے ساتھ دین متین اور شرع مبین کی بیش بہا خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس راہ کی ہر مشقت کو راحت تصور کرنے کا حوصلہ بخشے اور ہر فرد کو اس کی سعی جمیل کا بے پایاں اجر عطا فرمائے۔ وہو المستعان وعلیہ التکلان۔

و صلی اللہ تعالی علی حبیبه سید العالمین و علی آله و صحبه و فقهاء شرعه و علماء دینه و أولیاء أمته أجمعین.

محمد احمد مصباحی

صدر مجلس شرعی و صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

یہ مضمون جولائی 2013 کے ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، انڈیا سے لیا گیا ہے